''ڈاکٹر سیّد تقی عابدی کی تصنیفات پر ایک نظر''

ساہتیہ اکاڈمی، نئی دہلی کے زیرِ اہتمام

''اُردو کی نئی بستیاں'' عنوان کے تحت

سہ روزہ (۱۸۔۲۰ مارچ) بین الاقوامی سیمینار میں پڑھا جانے والا منظوم مقالہ

حشر خیزی را تقی داند تماشہ معتبر
از متاعِ سوختہ پیدا کند تازہ سحر
او کہ صد رقصِ جنوں بیندتہِ دامانِ خویش
جستجویش خود بجوید جادہ و منزل دگر
طرزیؔ

ڈاکٹر حافظ عبد المنّان طرزیؔ
محلّہ: فیض اللہ خاں، دربھنگہ۔4، بہار، انڈیا

بستیاں آباد اُردو کی ہوئیں جن سے نئی
ایسے خوش بختوں میں ہیں سید تقی عابدی

فن کی بستی میں تقیؔ عابدی ہے اُن کا نام
ہے تخلص کی گنہگاری، تقی سے شاد کام

پیشہ ہے گرچہ طبابت، ہیں وہ ام۔ایس۔ ڈاکٹر
درد سے زیادہ ہے اُن کی لفظ و معنی پر نظر

غالب و سودا کی دہلی، آپ کا مولد سہی
حیدرآبادی ہے ڈگری، ایم۔بی۔بی۔ایس۔ آپ کی

ڈگری گر ایم۔ایس۔ کی لی برطانیہ سے آپ نے
ایف۔سی۔اے۔پی۔ آپ کو حاصل ہوئی امریکہ سے

اب تو وہ ٹورینٹو، یعنی کناڈا کے ہوئے
اور اُردو کی نئی بستی کا محور بن گئے

عشقِ اُردو، اُن کا اتنا معتبر ثابت ہوا
نام اپنا عاشقوں میں اُس کے ہے لکھوالیا

لائبریری ذاتی ہے ٹورینٹو میں آپ کی
جس میں مخطوطے ہیں چودہ سو بیاسی قیمتی

آپ کی مطبوعہ ابتک سولہ تصنیفات ہیں
علم و فن کی فخر کے قابل یہ کائنات ہیں

نام کیا کیا دیکھئے ہیں اُن کی تصنیفات کے
نقشہائے معتبر جن کو، جنوں کا جانئے

'گلشنِ رویا' 'شہید' اور ہے 'رموزِ شاعری'
اور پھر وہ 'زاویۂ اقبال کے عرفانی' بھی

ہے 'عروض' پر 'سخن' تصنیف جو موصوف کی
ایک 'انشاء اللہ خاں انشا' ہے کاوش دوسری

اور پھر 'اظہارِ حق' 'جوشِ مودّت' دیکھئے
'ذکرِ دُرِ باراں' سے بھی لطفِ وافر لیجئے

'مجتہدِ نظم' پر ہو لاحقہ 'مرزا دبیر'
'طالعِ مہر' اور 'ابوابُ المصائب' بے نظیر

'یادگار' آگے 'انیس' اور 'تجزیہ' ہو سابقہ
ہے انیسیات پر وہ بیش قیمت، بے بہا

پالے گر نامِ 'دبیر' اک سابقہ 'سلکِ سلام'
'مثنویاتِ دبیر' اک اور اچھا اُن کا کام

'مصحفِ' پر لاحقہ ہو 'فارسی مرزا دبیر'
اُن کی تازہ گوئی کا یہ نقش ہے اک دِل پذیر

لیں اگر تعدادِ کُل ناموں میں شامل حرفوں کی
تیس ہی کی صرف دو سو میں کمی ہے رہ گئی

نظم میں اشعار کی تعداد بھی ہے اس قدر
پہلو یہ گرچہ نہیں کوئی اہم یا معتبر

ہو نہ پائیں اُن کی تصنیفیں مجھے سب دستیاب
معتبر کچھ جلوے شاید رہ گئے زیرِ حجاب

ہیں یہاں اربابِ فن، اہلِ نظر بیٹھے ہوئے
کم بساطیٔ نگہ رسوا نہ کر ڈالے مجھے

جائزہ اک مختصر اب پیش ہے تصنیف وار
اہلِ فن کا اپنی کاوش پالے تاکہ اعتبار

زاویۂ اقبال کے عرفانی ہے جو اک کتاب
کس قدر ہے محترم شاعر کے دل کا اضطراب

نعتیہ بھی شاعری ہے حضرتِ اقبال کی
اس پہ بھی ڈالی تقی نے ہے بخوبی روشنی

گفتگو اُن کے نظریے اور تصوف پر بھی کی
جائزہ پھر، کیسا تھا علامہ کو عشقِ نبی

حضرتِ اقبال کا ہے فارسی میں جو کلام
اس کو بھی سیّد تقی نے بخشا ہے اعلیٰ مقام

لکھی ہے انشا پہ بھی سیّد تقی نے جو کتاب
مہ لقا بائی کے نام اُس کا کیا ہے انتساب

شاعرہ اُردو کی پہلی صاحبِ دیوان تھی
مستحق وہ اس لئے ٹھہری بھی اس اعزاز کی

ہے 'رموزِ شاعری' بھی ایک تصنیف تقی
موضوع ۔ اوزان و عروض اور ہیں بحورِ شاعری

اس کی خوبی ہے کہ آساں ہے بہت اس کی زباں
رہنمائے شاعری اس کو کہیں گے نقاداں

مرثیہ گو تھے رضی حیدر فرید لکھنوی
خاندانِ میر انیس اک کے وہ شاعر آخری

جمع کرکے مرثیہ، اُن کی رباعی اور سلام
آپ نے چھپوائی ہے، 'اظہارِ حق' اس کا ہے نام

ہر متاعِ بے بہا قرباں ہے پائے یار پر
شاد ہوتے ہیں تقی جس سے وہ ہے گردِ سفر

ہوں انیس اقبال انشا اور پھر مرزا دبیر
ہیں تقی، عالی نفس عالی مقاموں کے اسیر

کام تو کرتے بھی تخلیق یا ترتیب کا
کچھ ہی کرتے ہیں مقام اُس کو عبادت کا عطا

عابدی اس کو عبادت جان کر کرتے رہے
صالحینِ علم و فن میں اب وہ شامل ہو گئے

ڈاکٹر سیّد تقی کا کارنامہ ہے بڑا
مرثیے کا وہ انیس اک کے جو لائے تجزیہ

'تجزیہ یادگارِ' پہ 'انیس' اک لاحقہ
نام ہے سیّد تقی کے اس صحیفہ علمی کا

مرثیے کے تین کم ہیں بند دو سو انتخاب
"مطلع جب شب کی مسافت کر چکا تھا آفتاب"

چار اوپر آٹھ سو رکھتی ہے صفحے یہ کتاب
وزن ہے دو کیلو گر تو قیمتی ہیں چودہ باب

انچ ساڑھے گیارہ، نو، لمبائی چوڑائی کہیں
حُسن میں اس کا اسیرِ دائمی بن کر رہیں

پانچ برسوں کی اسے محنت کا کہئے ماحصل
اک پیامِ وصلِ جاناں بن گئی ہے یہ غزل

جاودانی اس کے صدقے میں تقی بھی پا گئے
گُل نہیں، دامن میں اُن کے گلستاں ہی آ گئے

جمع اس میں مرثیے کے ترجمے کو بھی کیا
تیس پہلے بندوں کا منظوم عربی ترجمہ

تھے جو اک سیّد علی، یعنی تقی، عالم بڑے
ہیں اُنہیں کے ترجمے یہ ساٹھ برسوں قبل کے

دیکھئے منظوم اس میں ترجمہ انگریزی بھی
ڈیوڈ ماتھیوز کی کہئے اسے اچھی سعی

ہیں اضافے معتبر تصنیف پر یہ ترجمے
حسنِ ترتیبی پر اُن کی ہیں شہادت بن گئے

نیز زیدی نے جہاں نقالی بھی تقی کی دیکھیے
خوبی خوبی حرف انتخاب مصرع کی ہیں کر گئے

انتساب اس کا ہے مسعودِ حسن رضوی کے نام
تھے محقق جو ادبیات کے عالی مقام

نیر مسعود صاحب کے گرامی نامے سے
پا گئے ہیں داد کچھ سید تقی کے حوصلے

قطعۂ تاریخ بھی ہیں تین اس پر دیکھیے
بیش قیمت باقر زیدی کے گوہر دیکھیے

ہے کراچی سے حسین انجم کا اظہارِ خیال
ان سے بھی سید تقی نے پا لیا دادِ کمال

ہیں کراچی سے ہی جو اقبال یعنی کاظمی
ان کی اس پر ہے موقر معتبر تقریظ بھی

ایسا کہتے سید عاشور یعنی کاظمی
ہیں محقق ایک فرہادِ صفت سید تقی

اُنہوں نے منظوم نذرانہ عقیدت کا لکھا
عیسوی و ہجری سن کا مصرعہ تاریخی کہا

لکھ گئے تقریظ اس پر ہیں جو اکبر حیدری
اک فراغت کی سند ہیں پا گئے جیسے تقی

پیش لفظ باصفا اس کو مرتب نے دیا
یعنی ہے تحقیق کا اریب یہ نقشِ علیٰ

پیش ہے اب جائزہ اس تجزیے کا باب وار
ہے شعورِ فن ہی کا ہر باب بھی آئینہ دار

باب پہلے میں حیاتِ میر انیس ہے جو بیاں
صفحہ اٹھارہ سے پینسٹھ تک ہے پھیلی داستاں

تینتیس عنواناتِ ذیلی سے یہ ہے آراستہ
علم افزا، معتبر بیشک ہے یہ اک جائزہ

تذکرہ پاتے ہیں اس میں از ولادت تا وفات
روشنی اُن پر بھی، ہیں جو اختلافی واردات

زندگی کے پہلوؤں کی ہے وضاحت معتبر
فیصلہ کن ہے بیاں، اُن کی ہے تحقیقی نظر

دوسرا باب اہلِ علم و فن کی آرا سے بنا
کیسے ہیں میر انیس ایسا چھیتر نے کہا

غالب و آتش دبیر و ناسخ و آزاد[1] بھی
اکبر[2] و حالی و شبلی شاد[3] اور امداد[4] بھی

عبدقادر عبدالحئی[5]، کیفیِ مزاج[6] و اشہری[7]
پھر نظر[8]، عباس[9] حامد[10] اور احسن لکھنوی

جوش[11] و بیرو[12] و شرر[13] مسعود[14] اور ڈپٹی نذیر
پھر ہیں مخمور[15] و ذکاء اللہ اور علوی[16] امیر

بوالکلام آزاد، چکبست و اثر[17] اور احتشام
پھر کلیم الدین[18]، اعجاز حسین[19] عبد السلام[20]

صالحہ عابد حسین اور ایک اکبر حیدری
نجم[21] اور نارنگ تو شارب ہوئے ردولوی

کوثر[22] و ناظر[23] کشن پرشاد سکینہ ہوئے
زور[24] اور خمخانۂ جاوید کے لالہ[25] ہوئے

وہ سفارش[۲۶] اور فرمان[۲۷] وسیم امروہوی — اک شبیہ الحسن، سردار یعنی جعفری
نیر مسعود، انور[۲۸] اور نیر مسعود خاں — آلِ احمد ہی سرور، عابد[۲۹] مسیح الزماں
سیدہ جعفر، وحید اختر، وقار[۳۰] ہاشم رضا — قاسمی[۳۱] احمد ندیم عاشور[۳۲] حامد[۳۳](الف) اور فدا[۳۳]
احسنِ فاروقی، فیضی[۳۴] اور پھر فضلِ امام — فضل[۳۵] عبداللہ[۳۶] ہلالِ نقوی اور ہمی[۳۷] ہے نام
ڈاکٹر بیلی[۳۸] طبا اُس پر طباطبائی[۳۹] بھی رہے — پنڈتِ سندر کے ساتھ عباس ایس۔ جی۔ بھی رہے
ہیں حنفی پوری شہید[۴۱] اور اک امیرِ[۴۲] با امام — سب انیسِ مرثیہ گو کا ہیں کرتے احترام
باب اس تصنیفِ اعلیٰ کا جو ٹھہرا تیسرا — جائزہ اس مرثیے کا ہے وہ تعلیقات کا
وجہ اور تاریخ بھی اس مرثیے کی ہے بیاں — اور پھر بتلایا ہے اس کو پڑھا بھی کب کہاں
پالیا ایسا شرف دو بار عظیم آباد نے — بر سرِ منبر انیس اس مرثیے کو پڑھ گئے
ہے جو بندوں، مطلعوں میں مرثیے کے اختلاف — کر گئے سیّد تقی اُس کا مدلّل انکشاف
باب یہ بھی جانئے پھیلا ہے جو بتیس صفحوں پر — اس کی تفصیلیں دلیلوں سے ہوئی ہیں معتبر
قلمی کچھ نسخوں میں ایسے بند بھی پائے گئے — مرثیہ مطبوعہ میں جن کو نہیں ہیں دیکھتے
ایسے کُل اُنیس بندوں کو رقم ہے کردیا — قابلِ تعریف پہلو اُن کی ہے تحقیق کا
باب چوتھا مرثیے کے منتخب اشعار کا — پانچ سو اٹھاسی شعروں میں بہتر کو چُنا
جو بہتر شعروں کو عنواں مرتب نے دیا — مظہرِ حسنِ عقیدت ہے 'جواہر' ہی کہا
اُن بہتر سے کیا نَو رتنوں کا پھر انتخاب — اک کتابِ عشق ہی کے جیسے نو عمدہ ہیں باب
کیفیت سازی بہتر منتخب کی کیا کہیں — بس اُنہیں پڑھتے رہیں اور اپنا سر دُھنتے رہیں
شعر پُر نور رتنوں میں سے بھی تقی نے اک چُنا — وہ صدائے فاطمہ کہ "لُوٹ اُمّت نے لیا"
پانچواں باب اس حقیقت کو بیاں ہے کر گیا — تین چھاپا خانوں میں یہ مرثیہ تھا بھی چھپا
لکھنؤ کا جو نول ہی تھا کشور، اُس میں چھپا — پھر وہیں کے اِس کو شاہی مطبع نے بھی چھاپا تھا
اِک بدایوں میں پریس تھا جو نظامی نام کا — اُس کو بھی اِس کی طباعت کا تھا موقعہ مل گیا
ہیں نمونے اِس میں شامل تینوں چھاپا خانے کے — کاوشِ تحقیق کے بہتر نتیجے مانئے
مرثئے میں آئے جو اشخاص، اُن کے ناموں کی — ذمہ داری کون سی کب کس کو سونپی بھی گئی

باب چھٹے میں بیاں پاتے ہیں اس کا معتبر
ختم ہے تعداد ان افراد کی تینتیس پر

ہیں خصوصیات جو وابستہ ہر کردار سے
مختصر انداز میں اُن کو رقم ہیں کرگئے

تو مگر تینتیس میں ہیں افرادِ اعدا کے بھی نام
کتنی بار آیا کوئی، اظہار کا ہے اہتمام

مرثیوں پر اعتراضوں کے رہے جو سلسلے
باب ہے وہ ساتواں ہی جانئے اس کے لئے

اعتراضوں کے کلیم الدین اور نسّاخ کے
گویا ضمنی طور پر ہی آگئے ہیں تذکرے

مرتضٰی، آغا، مظفر اور منیر و مرزا سے
اعتراضِ بیجا کا اپنے جواب ہیں پاچکے

ہے نمونہ تجزیاتی کے لئے باب آٹھواں
پاتے ہیں پھیلا ہوا چوبیس صفحوں پر بیاں

وہ عظیم آبادی شاد اِک اور اکبر حیدری
پھر انیس اشفاق اور جعفر علی خاں لکھنوی

ہیں وحید اختر تو احسن لکھنوی عبدالسلام
شمس رحمٰن، یعنی فاروقی کا بھی آتا ہے نام

مرثئے پر معتبر ہیں آپ سب کے تبصرے
پر وہ مسعودِ حسن کا سب نے عمدہ مانئے

سیرت و جذباتِ منظر، گفتگو اور واقعہ
موقع ہو تشبیہ کا یا صنعتوں کا مرحلہ

مرزا جعفر اور اِک ہیں سیّدِ اختر علی
تجزیے کو حیثیت ان کے، نمونے کی ملی

تجزیہ کے ہے طریقِ کار پر جس میں بیاں
بابِ اسرار و رموزِ نقد ہے بیشک نواں

پاتے ہیں پھیلا ہوا ہم بائیس صفحوں پر اِسے
جو مفید و علم افزا ہیں ہمارے واسطے

تجزیے کا ہے فصاحت پایا پیمانہ قرار
اور بلاغت نے اُسے بخشا ہے حُسنِ اعتبار

ہیں جدید الفاظ کتنے کیسی ترکیبات ہیں
اصطلاحوں نے دِکھائے کیسے اعجازات ہیں

دعوے کی تائید میں ہیں خوب ہی لائے مثال
طرزِ استدلال کا اُن کے یہاں پاتے کمال

باب دسواں ہے ستاون صفحوں پر پھیلا ہوا
'یادگارِ مرثیہ' پر ہے وضاحت آئینہ

باب جس میں مرثئے کے ہے محاسن کا بیاں
تین کم پچاس صفحے اور ہے وہ گیارہواں

گیارہ سے گر تیرہ تک ابواب کے لیں جائزے
آگہی نامے ہیں بیشک یہ انیسیات کے

بعض نکتوں کی ہے ان میں اجتہادی حیثیت
جن سے ظاہر ہے مصنف کی دروں بیں حسیّت

ہے بجا یہ قول اکبر حیدری کشمیری کا
شبلی سے فنِ انیس اب گویا آگے بڑھ گیا

جو محاسن آئے ہیں علمِ بیاں کے راستے
مرثیہ مذکور میں دوسو اکاون جانئے

صنعتیں علمِ بدیع کے تحت ہیں جو آئی تھی
خوبیاں اِس مرثیے کی اور ساری صنعتیں
مرثیہ مذکور میں جو ہم محاورے کو لیں
مختلف قسموں کی تشبیہات کا ہے جائزہ
مرثیہ مذکور میں تشبیہیں جو آئیں نظر
اجتہادی نقش ہے یہ گوشوارائی نظام
تجزیہ ہر بند کا ہے مرثیے کے یوں کیا
مرثیے کا بند ہے اک دائیں صفحے پر رقم
تجزیے سے اس لئے محروم بند اک رہ گیا
شعر میں صنعت کا، حرف ولفظ کا بھی ہے شمار
کتنی ہے اُس میں اضافت، کیسی ترکیبات ہیں
پھر صنائع معنوی ولفظی کا ڈھونڈا جمال
اور پھر اُس بند کو علمِ بیاں سے کیا ملا
آساں عرفانِ انیس اب اس کے صدقے ہوگئی
اپنے ہر دعوے کو بخشی ایک تائیدِ دلیل
لاتے اوروں کو نہیں، ہوتے نہیں خود زیرِ دام
صاف ستھرا معتبر ہے کام کرنے کا مزاج
اب تقیؔ عابدی کو ایسا حاصل ہے مقام
یہ تقیؔ عابدی کی کاوشوں کا افتخار
کام طرزِ تجزیاتی سے اُنھوں نے جو لئے
دعویٰ اِس کے حق میں کرتے ہیں یہ اکبر حیدری
وہ ادیبِ دیدہ ور اور شاعرِ اعلیٰ تقی
ماہرِ علمِ عروض اک آپ اُن کو مانئے

تیرہ سو میں رہ گئی ہے بس اشعار کی کمی
بائیس سو کہنے سے پہلے ہی اکثر کم کریں
اُن کو بھی بس چار کی تخفیف سے چھ سو کہیں
جو مصنف کی ہے اک نکتہ رسی کا آئینہ
ہیں ۔۔ اقلیمِ انیس کے گراں قیمت گہر
ایسے طرزِ تجزیاتی کے تقی ٹھہرے امام
سامنے نظروں کے ہے، جلووں کو اجاگر رکھ دیا
صفحہ بائیں پر ہیں تعلیقاتی نکتے کل بہم
معتبر نسخوں میں چوں کہ وہ نہیں موجود تھا
لفظ کتنے کس زباں کے، کر دیا ہے آشکارا
استعارے کیسے ہیں اور کیسی تشبیہات ہیں
دیکھا، کیسا ہے فصاحت اور بلاغت کا کمال
ایسے ہی پیمانوں پر ہر بند کا ہے جائزہ
تخمِ الفت ناشناسوں کے بھی دل میں بو گئی
کچھ نہ تعقیدِ بیانی ہے نہیں کچھ قال و قیل
رکھتے اپنی ذات کا پیشِ نظر وہ احترام
معترض کے زخم کا کرتے محبت سے علاج
حیدری کشمیری کا فن کے مجدد کو سلام
دانش وبینش نے اُن کی اِس سے پایا ہے وقار
طرزِ نقدِ فن تھے انگریزی ہی شاید سامنے
ہے کمالاتِ تقی پر شاہدِ عینی یہی
ہیں بہت اچھے محقق، ناقد اک ممتاز بھی
نکتہ رس علمِ معانی و بیاں کا جانئے

پاکی لفظوں کی دھوئے معنوی مہوشوں کے ناز
دامنِ اظہار پر پڑھتی فصاحت ہے نماز

خوبی سے برتے گئی، کاوش ہے یہ نقشِ جمال
بن گئی فکر و نظر، علم و خبر سے لازوال

حسن میں بھی یہ کتاب اپنا نہیں رکھتی جواب
گلستاں میں ہر طرف جیسے شگفتہ ہیں گلاب

گلستاں در گلستاں پیشِ نظر ہر اک ورق
کوئی طشتِ زرفشاں پیشِ نظر ہر اک ورق

ہر ورق تشنہ لبی کو ساغرِ عرفان ہے
ہر ورق اس کا نویدِ آگہی، ایقان ہے

ہر ورق اک مہوشِ معنی کے ہے سر کی ردا
ہر ورق ہے علم افزوں، علم زار و علم زا

ہر ورق اس کا ہے اک بابِ ہنر، بابِ کمال
ہے شعورِ فن کا ہر مرقومہ سے ظاہر جمال

ہر ورق حسنِ سلیقہ کی ہے تابندہ دلیل
صفحہ صفحہ دل کشی میں لطفِ موجِ سلسبیل

ہر ورق جیسے انیسیات کا دفتر گراں
ہر ورق جیسے ہے مہر و ماہ و انجم کہکشاں

ہر ورق اس کا ہے جیسے آستاں محبوب کا
ہر ورق اک شغلِ مشقِ ناز ہے مطلوب کا

ہر ورق کی دلکشی نے پایا ہے دل کا لہو
ہر ورق لکھنے سے پہلے تھی عقیدت باوضو

ہر ورق ہے اک تعلق تیشہ و فرہاد کا
ہر ورق محنت سے ہے شیریں کے گھر کا راستہ

حیلۂ پرویز پر ہے فاتحہ خواں ہر ورق
پیرزن کے مکر پر ہے مرثیہ خواں ہر ورق

اللہ اللہ دلکشی اور خوبی اس کی معنوی
بن گئی ہے اک سند یہ عشق کے تکمیل کی

فکر و فن پر ڈالی ہے فنکار کے ایسی نظر
کیمیا سازی سے ذرّے بن گئے سارے گہر

اعتبار افزا تقی کا اس قدر ہے تجزیہ
پہلو پہلو آشکارا مرثیے کا ہو گیا

ہے انیسیات کی صبحِ درخشاں کا یہ نور
فکر و فن نے پالیا اُن کے، عبادت کا سرور

'گوہرِ شہوار کی لڑیوں' کا ایسا تجزیہ
عابدی سید تقی! یہ آپ ہی کا کام تھا

یہ کسی چنگاری سے خورشید سازی کا عمل
ایک نقشِ کامراں ہے جاں فشانی کا بدل

یہ بصارت سے بصیرت تک کا ہے فنی سفر
جس میں جل جاتے خرد والوں کے اکثر بال و پر

عشق کا سودا لئے سر میں کوئی جب چل پڑا
خود بخود پردہ حقیقت سے ہر اک اُٹھتا گیا

تجزیاتی ہر عمل ہے معتبر اور اُستوار
طرزِ استدلال میں ہے عالمانہ اک وقار

ہے تدبر کا ہر اک اجمال میں اس کے وفور
ہے تفکر کا صراحت اور وضاحت میں سرور

منتخب پارے پھرتا ہے اس میں تعقل کا غرور — پا برہنہ عشق حاضر ہے حقیقت کے حضور
تجزیے سے نقدِ فن میں طرزِ نو کا در کھلا — رہ روانِ شوق کو دی بڑھ کے منزل نے صدا
ہیں ستائش اور صلے کی آرزو سے بے نیاز — دردِ دل کا خود اٹھاتے آئے ہیں لذت سے ناز
اس صحیفے سے ہوئی محکم تقی کی آبرو — دائمی اعزاز لائی اُن کی علمی جستجو
انفرادیت کا اپنی نقش قائم کر دیا — اس سے ان کی وسعتِ علمی کا چلتا ہے پتہ
انہوں نے بخشا ہے نقدِ فن کو گراک احترام — نقدِ فن سے انہوں نے بھی پالیا اعلیٰ مقام
پالیا مشکل پسندی نے بھی اُن کی اعتبار — تاجِ سر کے موتی ہیں رہِ طلب ہی کے غبار
اک صحیفہ اور بھی ہے آنے والا معتبر — شاعرِ مشرق پہ یعنی رازدارِ عہد پر
تجزیہ اقبال کے شکوہ جوابِ شکوہ کا — آپ کا شہ کارِ علمی وہ بھی ہوگا دوسرا
آپ نے دی جاں گدازی تین برسوں کی اسے — گیارہ سو صفحات تک اِس نقش کو ہیں لے گئے
ہیں نظریاتِ اہم جو حضرتِ اقبال کے — رمزِ حکمت، رازِ فن، سرِ حقیقت، فلسفے
کر گئے ہیں سیر حاصل تجزیہ جس کا تقی — اپنی اِس کاوش کو بتلاتے متاعِ زندگی
کیا فغانِ نیم شب اُن کی تھی کیا آہِ سحر — کیسا تھا جذبِ دروں اقبال کا سوزِ جگر
یہ بھی اک اُردو ادب میں ہوگا سرمایہ گراں — ایسا تحقیقی روش سے اُن کی ہوتا ہے عیاں

اک مقامِ معتبر سیّد تقی نے پالیا
مرحبا و مرحبا و مرحبا و مرحبا۔

۱۔ محمد حسین آزاد، ۲۔ اکبر الٰہ آبادی، ۳۔ شاد عظیم آبادی، ۴۔ امداد امام اثر، ۵۔ شیخ عبد القادر، ۶۔ مزاج دہلوی ۷۔ اشہری، ۸۔ نوبت رائے نظر، ۹۔ مفتی میر عباس لکھنوی، ۱۰۔ حامد علی خاں بیرسٹر لکھنوی، ۱۱۔ جوش ملیح آبادی ۱۲۔ سر تیج بہادر سپرو، ۱۳۔ عبد الحلیم شرر، ۱۴۔ مسعود حسین ادیب، ۱۵۔ مخمور اکبر آبادی، ۱۶۔ امیر احمد علوی، ۱۷۔ جعفر علی خاں اثر لکھنوی، ۱۸۔ کلیم الدین احمد، ۱۹۔ ڈاکٹر اعجاز حسین، ۲۰۔ عبد السلام ندوی، ۲۱۔ شاعر اہلبیت نجم آفندی، ۲۲۔ کوثر نیازی، ۲۳۔ ڈاکٹر ناظر حسن زیدی ۲۴۔ محی الدین قادری زور، ۲۵۔ لالہ سری رام دہلوی، ۲۶۔ سفارش حسین رضوی، ۲۷۔ فرمان فتح پوری، ۲۸۔ انور سدید، ۲۹۔ عابد علی عابد، ۳۰۔ وقار عظیم، ۳۱۔ احمد ندیم قاسمی، ۳۲۔ سید عاشور کاظمی، ۳۲ (الف)۔ حامد حسن قادری، ۳۳۔ ڈاکٹر فدا حسین ۳۴۔ سیّد فیضی، ۳۵۔ فضل قدیر، ۳۶۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ، ۳۷۔ شان الحق حقی، ۳۸۔ ڈاکٹر گراہم بیلی، ۳۹۔ نظم طباطبائی، ۴۰۔ پنڈت سندر نرائن مشران، ۴۱۔ شہید صفی پوری، ۴۲۔ امیر امام خر۔